مولانا محمد الیاس ندوی بھٹکلی

جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے

(ریل کے خطرناک حادثہ میں دعا کی برکت سے بچنے والے مسافروں کی کہانی)

موت کے منہ میں جا کر واپس آنے کا محاورہ سنا تو تھا لیکن دیکھا نہیں تھا' ۲۲ جولائی ۲۰۰۳ء کو کوکن ریلوے کے ایک خطرناک حادثہ میں نہ صرف اپنے ساتھیوں کو موت کے منہ سے واپس آتے دیکھا بلکہ میں خود بھی واپس آیا' اللہ جسے بچانا چاہے اور اسکی زندگی کا آب و دانہ باقی رکھے تو اسے وہ فضا کی بے پناہ بلندیوں سے گرا کر بھی محفوظ رکھتا ہے جیسا کہ گزشتہ ماہ روس کی فوج کا ایک جنرل بائیس ہزار فٹ کی بلندی سے جہاز کے ایک حادثہ کے بعد گر کر بچ گیا۔

۷ا جولائی ۲۰۰۳ء کو سوڈان ایرویز کا ایک ہوائی جہاز ہزاروں فٹ کی بلندیوں سے پھٹ کر گرا اور اس میں تمام ایک سو چودہ مسافر ہلاک ہوئے صرف ایک دو سالہ بچہ عبداللہ بچ گیا' اسی طرح کسی کی مدت حیات ختم ہو جائے تو فٹ دو فٹ کے فاصلہ سے گر کر اور زخمی نہ ہو کر بھی اس کی موت واقع ہو جاتی ہے' دارالمصنفین اعظم گڑھ کے سابق ناظم صباح الدین عبدالرحمٰن صاحب ندوۃ العلماء میں میرے زمانہ طالب علمی کے دوران لکھنؤ میں سائیکل رکشہ سے اس وقت گرے جب ایک گائے سامنے آ گئی۔ اور رکشہ نے بریک لگایا۔ وہ دو ڈھائی فٹ اوپر سے گرے' نہ زخم نہ خراش لیکن اسی وقت جان بحق ہوئے۔

۲۲ جولائی ۲۰۰۳ء کو ہندوستان میں مغربی ساحل پر سات آٹھ سال قبل شروع ہوئے کوکن ریل کے اب تک کے سب سے بڑے ریلوے حادثہ سے خود ہم لوگ دوچار ہوئے لیکن اللہ نے حیرت انگیز طریقہ پر اپنی قدرت ونعمت کا اس طرح مظاہرہ کیا کہ ہم سے متصل ڈبے والے درجنوں لوگوں نے اسی وقت زخموں کی تاب نہ لا کر داعی اجل کو لبیک کہا اور ہم فضل خداوندی سے محفوظ و مامون رہے' جامعہ اسلامیہ بھٹکل میں ششماہی کی چھٹیوں میں مہاراشٹر اور گجرات کے مدارس کے دورہ پر دس اساتذہ پر مشتمل ایک وفد مہتمم جامعہ مولانا عبدالباری صاحب ندوی کی قیادت میں روانہ ہوا' اتوار کا دن تھا' ہم لوگ دوپہر کو رتناگیری جانے کے لئے کاروار اسٹیشن پہونچے' چونکہ ہماری ریزرویشن نہیں تھی اور سفر بھی دن میں اور وہ بھی صرف پانچ چھ گھنٹے کا تھا اس لئے ہم لوگ کاروار ممبئی ہالی ڈے اسپیشل ٹرین کی جنرل بوگی میں جو پوری خالی تھی آرام سے بیٹھ گئے اور الگ الگ سیٹوں پر لیٹنے کے لئے اپنا سامان رکھا۔ چونکہ ٹرین کی روانگی میں غیر معمولی تاخیر ہو گئی تھی اس لئے ہمارے کچھ ساتھی چائے لانے کے لئے ٹرین سے اترے اور کینٹین کا رخ کیا جہاں

ایک ٹی ٹی کی نگاہ ہم پر پڑی' اس نے ہم سے پوچھا: آپ لوگ کہاں جارہے ہیں اور کہاں بیٹھے ہیں' تفصیل سن کر بڑی لجاجت کے ساتھ اس نے کہا: آپ لوگ پیچھے میری ریزرویشن والی بوگی پر آجایئے' ہم نے اس کی بات سنی ان سنی کردی لیکن دوبارہ جب جب بھی اس کے سامنے سے ہم گزرے وہ بار بار یہی کہتا رہا کہ آپ لوگ پیچھے میری خالی بوگی میں کیوں نہیں آتے' جب اس کا اصرار بڑھا تو ہم لوگوں نے واپس اپنے کوچ میں جاکر مشورہ کیا' اکثر ساتھیوں کی رائے تھی کہ یہاں سے منتقل ہونے کی چنداں ضرورت نہیں اس لئے کہ بوگی خالی ہے' آرام سے لیٹ کر وقت کٹ جائے گا' بعض ساتھیوں کے اصرار پر یہ فیصلہ ہوا کہ ہم لوگ واپس ٹی ٹی کی بوگی میں چلے جائیں' خواہی نہ خواہی ہم لوگ اس ٹی ٹی کے کوچ میں آگئے' گاڑی چلی' ہم لوگوں نے سفر کی دعا پڑھی' مغرب کا وقت ہوگیا' نماز کے متعلق اکثر ساتھیوں کا خیال تھا کہ رتنا گری پہونچ کر جمع تاخیر کرلیں گے لیکن بعض ساتھیوں نے اول وقت میں ہی جمع تقدیم کرلی۔ جو ساتھی نماز پڑھنے سے رہ گئے تھے ان کو ایک ساتھی نے یہ کہہ کر کہ زندگی کا کیا بھروسہ ابھی نماز سے فارغ ہوجائیں جمع تقدیم ان سے بھی کروالی۔ ہم لوگ نماز سے فارغ ہوئے' سب دوستوں نے اپنی اپنی سیٹ پر اپنے معمولات اور اوراد وظائف مکمل کرلئے' دوبارہ مجلس جمی' یہاں تک کہ شب کے نو بجنے لگے' ٹرین سے باہر آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے' سخت اندھیرا تھا' موسلا دھار بارش ہورہی تھی۔ اور ٹرین اپنی پوری رفتار کے ساتھ فی گھنٹہ پچھتر کلومیٹر کے حساب سے وائی بھاؤواڑی اور راجہ پور اسٹیشن کے درمیان اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھی' اسی دوران کیا دیکھتے ہیں کہ اچانک ہماری بوگی لڑکھڑانے لگی' دس پندرہ سیکنڈ تک یہ سلسلہ چلتا رہا سیٹ پر آمنے سامنے بیٹھے ساتھی ایک دوسرے پر گر گئے اور ایسا محسوس ہوا کہ کسی کھائی میں آہستہ آہستہ ہماری ٹرین گر رہی ہے' سب کی زبان سے بے ساختہ بڑی آواز سے کلمہ کی آوازیں بلند ہونے لگی اور یا اللہ یا اللہ کا ایک شور ہر طرف سنائی دینے لگا' کچھ وقفہ کے بعد گارڈ نے بریک لگائی اور ٹرین رک گئی' کسی کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا ہوا اور کیسے ہوا' کچھ ساتھی دوڑے دوڑے باہر دروازہ کی طرف بھاگے اور نیچے اترنے کی کوشش کرنے لگے لیکن پٹریوں پر کمر تک پانی تھا اور گپ اندھیرا' اس پر بارش کا نہ رکنے والا سلسلہ' مسافروں میں سے کسی نے آواز لگائی کہ کچھ نہیں ہوا ہے' کسی نے زنجیر کھینچ دی ہے' اس لئے ایمرجنسی بریک لگے ہیں۔ جس سے جھٹکے محسوس ہوئے ہیں' اور ٹرین رکی ہے' تھوڑی دیر میں ٹرین چلنے لگے گی۔ آپ سب اپنی اپنی نشستوں پر دوبارہ بیٹھ جائیں' دس پندرہ منٹ تک ہم لوگ بھی یہی سوچتے رہے اور اپنے ساتھیوں کو بھی نیچے اترنے سے سختی سے منع کرتے رہے' کچھ دیر کے بعد ہمت کرکے بائیں طرف سے دروازہ کھول کر کے دیکھا تو عجیب نظارہ تھا' سامنے پہاڑ تھا جس پر ٹرین چڑھ گئی تھی' ہم سے متصل اگلا اے سی ڈبہ خود دوسرے ڈبہ پر چڑھ گیا تھا' ایک دوسروں کو آوازیں دی جانے لگی' دیکھتے ہی دیکھتے ہمارے اکثر ساتھی اور ٹرین کے دوسرے مسافر نیچے اترے' جب کمر تک پانی پار کرکے آگے بڑھنے لگے تو انہیں پانی میں لاشیں ملیں' سب سے پہلے آٹھ نو ماہ کے معصوم بچہ کی ایک لاش ملی' اس کے بعد ایک عورت کی'

آگے بڑھتے ہوئے یہ سلسلہ بڑھتا ہی گیا' بارہ تیرہ لاشیں خود ہمارے ساتھیوں نے ہمارے ڈبہ میں پہنچائیں' بڑا عجیب قیامت کا منظر تھا' سب سے حیرت انگیز بات یہ تھی کہ وہ جنرل بوگی جس میں ہم لوگ کچھ گھنٹوں پہلے سوار تھے اور ٹی ٹی نے ہمیں جہاں سے بڑی منت سماجت سے اٹھوا کر اپنے کوچ میں بٹھایا تھا وہ پوری طرح کٹ کر ایک دوسرے میں اس طرح مکمل مل گئی تھی کہ نا قابل شناخت ہوگئی تھی' بکھری لاشیں تھیں' مدد مدد کی چیخ و پکار تھی' کسی کا ہاتھ کٹ گیا تھا اور کسی کا پیر' کسی کا سر ایک طرف تھا اور دھڑ دوسری طرف' ہمت کر کے ہمارے ساتھی گپ اندھیرے کے باوجود زخمیوں کو بڑی احتیاط سے نکالنے لگے' اور لاشوں کو چادروں میں لپیٹ لپیٹ کر اوپر پہونچانے لگے' مسلسل فی گھنٹہ بھر کام کرنے سے سب کی ہمتیں جواب دینے لگی' اسی دوران پیچھے سے ریلوے کمک پہنچ گئی' اور ہم لوگوں کو مع لاشوں اور زخمیوں کے ان ڈبوں میں جو صحیح سلامت بچ گئے تھے سوار کر کے واپس کنکولی اسٹیشن لے گئی' جہاں پہلے سے اطلاع ملنے کی وجہ سے ایمبولینس،اور پولیس فورس وغیرہ موجود تھی' دوسرے دن اخبارات سے سرکاری اطلاع کے مطابق ہمیں معلوم ہوا کہ جملہ باون لوگ جان بحق ہوئے اور سو کے قریب زخمی اور حادثہ کی وجہ یہ تھی کہ ہماری ٹرین جب پٹری پر ۷۰ کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے چل رہی تھی تو رتنا گری سے ایک سو کلومیٹر دور ڈرائیور نے دور سے ایک چٹان کو پٹری پر گرا ہوا پایا' جو قریب کے پہاڑ سے موسلا دھار بارش کی وجہ سے تھوڑی دیر پہلے پٹری پر گر گئی تھی حالانکہ پندرہ منٹ پہلے اسی پٹری پر دوسری ٹرین گزر چکی تھی' اچانک ڈرائیور جب پٹری پر چٹان کو گرا دیکھا تو اس نے ٹرین کو روکنے کی کوشش میں بریک لگائے جس سے سب سے پہلے انجن پٹری سے اتری اور گری اور اس سے متصل ہم سے اگلی چاروں بوگیاں ایک دوسرے پر چڑھ گئیں اور یہ خطرناک حادثہ پیش آیا' جس حیرت انگیز طریقہ پر اللہ نے ایک ٹی ٹی کو ذریعہ بنا کر اس ٹکڑے ہونے والی بوگی سے ہمیں اٹھا کر اپنا فضل فرمایا اس کو دیکھ کر ہم سب کی زبانوں سے بے ساختہ یہ نکلا کہ یہ سفر کی اسی دعا کی برکت تھی جسکے پڑھنے پر حدیث شریف میں یہ پیشن گوئی کی گئی ہے کہ اس کا پڑھنے والا پورے سفر میں اللہ کی حفاظت میں رہتا ہے اور اسی کی نگہبانی میں' اللہ ہی اس کے لئے کافی ہوتا ہے اور ہر شر سے اس کو وہ محفوظ بھی رکھتا ہے' اس کا اعلان فرشتوں کے ذریعہ بھی ہوتا ہے اور انسان اپنی آنکھوں سے بھی اس کے اثرات دیکھتا ہے' وہ دعا ہے: بسم اللہ توکلت علی اللہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہ میں نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا' تمام طاقتوں وقوتوں کا مالک اور سرچشمہ وہی تنہا ہے' اسی سفر کی دعا سبحان الذی سخرلنا ھذا وما کنالہ مقرنین وانا الی ربنا لمنقلبون سے سینکڑوں نہیں ہزاروں بلکہ لاکھوں لوگوں کو اللہ جس طرح محفوظ رکھتا ہے اسکے مظاہر ہر جگہ روز روز نظر آتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ انسان روزمرہ کی ان مسنون دعاؤں کی سفر حضر' اٹھتے بیٹھتے اہتمام سے پابندی کرے جسکے اثرات خود اس دنیا ہی میں اللہ تعالیٰ دکھا دیتے ہیں اور اسکے پڑھنے پر جو آخرت میں ملنے والا ہے اس کا تو اندازہ ہی نہیں کیا جاسکتا ہے۔